جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۶۳ | مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۲۴ء یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

صاحبزادہ میاں ناصر احمد صاحب کی کلائی کو گھوڑے پر سے گرنے کی وجہ سے جو سخت ضرب آئی تھی۔ خدا کے فضل سے اس کا اثر بہت حد تک دُور ہو چکا ہے۔

سالانہ جلسہ کی تیاری خوب زور سے شروع ہے اجناس اور ضروری سامان خریدا جا رہا ہے۔

حکیم محمد اسمٰعیل صاحب گڑھ دیوالہ جنہیں ضیق النفس کا عارضہ تھا۔ فوت ہو گئے ہیں۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ احباب دُعائے مغفرت کریں۔

جناب حافظ روشن علی صاحب چند دن کیلئے اپنے وطن رنگل میں تشریف لے گئے ہیں۔

نظم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ کلام

(جو حضور نے وینس سے روانگی کے بعد پلسنا جہاز میں مولوی عبدالرحیم صاحب درد سے پڑھوا کر سُنا)

نہیں ممکن کہ مَیں زندہ رہوں تم سے جُدا ہو کر
جو اپنی جان سے بیزار ہو پہلے ہی ... جاناں
ہمیشہ نفسِ امارہ کی باگیں تھام کر رکھیو
علاجِ عاشقِ مضطر نہیں ہے کوئی دُنیا میں
خدا شاہد ہے اُس کی راہ میں مرنے کی خواہش ہے
پھر ایسی کچھ نہیں پرواہ دُکھ ہو یا کہ راحت ہو
مری حالت پہ جاناں رحم آئے گا نہ کیا تم کو
کہاں ہیں مانی و بہزاد دیکھیں فنِّ احمدؐ کو

رہوں گا تیرے قدموں میں ہمیشہ خاک پا ہو کر
تمہیں کیا فائدہ ہو گا بھلا اس پر خفا ہو کر
گرا دے گا یہ سرکش ورنہ تجھ کو سیخ پا ہو کر
اُسے ہو گی اگر راحت میسّر تو فنا ہو کر
مرا ہر ذرۂ تن جھک رہا ہے التجا ہو کر
رہو دل میں مرے گر عمر بھر تم مدعا ہو کر
اکیلا چھوڑ دو گے مجھ کو کیا تم باوفا ہو کر
دکھایا کیسی خوبی سے مثیلِ مصطفےٰ ہو کر

لنڈن سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی واپسی کا ذکر ولایت کے پریس میں

اخبار ڈیلی ٹیلی گراف کا بیان

انگلستان کا مشہور معروف اخبار ڈیلی ٹیلیگراف اپنے ۲۵ راکتوبر کے پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لنڈن سے روانہ ہونے کے متعلق لکھتا ہے :-

"کل بعد دوپہر احمدی مسلمان اپنے امام حضرت خلیفۃ المسیح کو جو بانی سلسلہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے (جنہوں نے سنہ ۱۸۸۹ء میں سلسلہ کی بنیاد رکھی) دوسرے خلیفہ ہیں ۔ الوداع کہنے کے لئے واٹرلو سٹیشن پر جمع ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح قریباً بیس ہمراہیوں کے وفد کے ساتھ دو ماہ ہوئے ۔ مذہبی کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے انگلستان آئے تھے۔

ریلوے پلیٹ فارم پر مختلف رنگوں اور مختلف اقوام کے لوگوں کا ایک بڑا مجمع تھا [illegible] پگڑیاں اور سرخ ترکی ٹوپیاں نمایاں نظر آتی تھیں۔ روانگی کے وقت خاص دعا کرنے کا منشاء تھا۔ لیکن چونکہ فرداً فرداً ملنے اور الوداع کہنے میں سارا وقت صرف ہو گیا۔ اس لئے یہ پورا نہ ہو سکا۔ اور آخرش ٹرین اعلیٰ تمناؤں اور خواہشوں کے ساتھ روانہ ہو گئی۔

روانگی سے پہلے حضرت نے پریس کے ایک نمائندہ سے کہا کہ میرے خیال میں انگریزی قوم کے سر پر بہت بڑی ذمہ داری ہے جو وہ برٹش ایمپائر کی طاقت اور اتحاد کا نقطہ مرکزی ہے۔ جس کے متعلق میں امید کرتا ہوں کہ یہ روز بروز مضبوط ہوتا جائیگا اور کبھی کمزور نہیں ہوگا۔ اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے میں جو اثر برطانیہ اور سلطنت کے دوسرے حصوں کی رعایا کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم برٹش ایمپائر اور تمام دنیا میں تعاون اور اتحاد کو مضبوط کرنے میں اپنی انتہائی طاقت سے کام لیں گے۔"

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ روز ہل کی تعلیم و تربیت

روز ہل علاقہ مارشیس میں جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت کا روزانہ پروگرام حسب ذیل ہے :-

بعد از نماز صبح قرآن مجید کی تعلیم معہ ترجمہ اُردو و انگریزی فرنچ مولانا حافظ غلام محمد صاحب بی اے دیتے ہیں۔ ۸ بجے سے ۹ بجے تک سادہ قرآن مجید و اردو پڑھانا۔ اور شام کو ۳ ½ بجے سے ۵ بجے تک اردو لکھانا۔ خاکسار محمد احسان صدیقی پڑھاتا ہے۔

لڑکیوں کو سادہ قرآن مجید و یسرنا القرآن اہلیہ صاحبہ مولوی حافظ غلام محمد صاحب بی اے پڑھاتی ہیں۔ نیز لڑکوں و لڑکیوں کو نماز با ترجمہ و بعض اشعار در ثمین کے حفظ کرائے جاتے ہیں۔ بتاریخ ۱۱ و ۱۲ ماہ اکتوبر دورہ برائے تبلیغ حافظ مولوی غلام محمد صاحب و خاکسار حافظ محمد احسان نے مقام ترپولے کا کیا۔ جس میں ۴ آدمی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں :- (۱) ولی محمد نور علی (۲) سلیمان علی یار خان (۳) عثمان علی یار خان (۴) اہلیہ بھائی دل محمد صاحب۔

خاکسار محمد احسان صدیقی۔ سکرٹری تبلیغ و تعلیم و تربیت۔ روز ہل مارشیس۔

جماعتہائے بنگال کا سالانہ جلسہ

انجمن احمدیہ بنگال کا آٹھواں سالانہ جلسہ بمقام برہمن باڑیہ ۹ تا ۱۱ راکتوبر منعقد ہوا۔ خدا کے فضل سے جلسہ نہایت ہی کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوا۔ بعض غیر احمدی اور ہندو صاحبان بھی شامل ہوئے۔ مولوی عبد اللطیف صاحب پروفیسر چاٹگانگ کالج ڈپٹی مجسٹریٹ مولوی حسام الدین حیدر صاحب انجمن کے چیف سکرٹری مولوی ابو الہاشم خان صاحب ایم اے۔ مولوی ظل الرحمان صاحب مبلغ بنگال و حافظ طیب اللہ صاحب مرشد آبادی اور دیگر ذی استعداد صاحبوں کی تقریروں سے حاضرین محظوظ ہوئے۔ علاوہ بریں گذشتہ سال کی رپورٹ پڑھی گئی۔ اور آئندہ سال کے لئے بجٹ اور پروگرام تیار کیا گیا۔ احمدی احباب مختلف اطراف اور جوانب بنگال سے شامل ہوئے۔ آخری دن مقامی عورتوں نے بھی جلسہ کیا۔ اور اس موقع پر سب حاضرین کے اتفاق سے مندرجہ ذیل دو ریزولیوشن پاس ہوئے۔

(۱) بنگال کے احمدی مسلمان اپنے سالانہ جلسہ پر اپنے بھائی مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو وحشیانہ طور سے رجم کئے جانے پر جو کہ کابل کی اعلیٰ عدالت کے حکم سے محض اسلئے کیا گیا کہ وہ احمدی تھا۔ اظہار نفرت کرتے ہیں۔ اور باتفاق رائے یہ تجویز بھی پاس ہوئی۔ کہ شملہ میں کابل قونصل کو مذکورہ بالا ریزولیوشن بھیجا جائے۔ اور ان سے عرض کیا جائے۔ کہ یہ ریزولیوشن ہز میجسٹی امیر افغانستان کی خدمت میں پہنچا دیں۔

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ جس اہم مقصد کو مدنظر رکھ کر باوجود جانی و مالی مشکلات کے قومی مفاد کے لئے یورپ تشریف لے گئے۔ اس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے اسراف کا غلط الزام قائم کر کے لوگوں میں بدظنی پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ احمدیہ جماعت میں کوئی ایک بھی فرد ہمارے نزدیک ایسا نہیں ہے۔ کہ ان کی اس بات کو قابل توجہ خیال کرے تاہم ان کے اس رویہ کو ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

خاکسار سید سعید احمد برائے چیف سکرٹری انجمن احمدیہ بنگال۔

مزارعین کی ضرورت

ہمارے بعض معزز زمیندار و جاگیرداروں کو مزارعوں کی ضرورت ہے۔ جو انکی زمین کی کاشت کریں۔ مکان رہائش کے لئے بھی انتظام کر دینگے۔ اور کاشت کے لئے بیل وغیرہ بھی مہیا کر دینگے۔ بیلوں کی قیمت اقساط سے واپس دینی ہو گی۔ بیکار احمدی کاشتکار جن کو زمین کی ضرورت ہو۔ بہت جلد ناظر امور عامہ سے خط و کتابت کریں۔ ناظر امور عامہ قادیان۔

الفضل کی توسیع اشاعت

اخبار الفضل احمدیہ جماعت کا سلسلہ آرگن ہے۔ اور جو اہم خدمات یہ انجام دے رہا ہے۔ وہ ظاہر ہیں۔ لیکن پچھلے پانچ مہینوں میں حضرت صاحب کے لنڈن تشریف لیجانے پر جس جرأت و کام سے اس نے خراج تحسین حاصل کیا ہے وہ بہت ہی قابل داد ہے۔ پھر خیر مقدم نمبر نے تو کمال ہی کر دیا۔ میری اپنی یہ حالت تھی کہ پڑھتے وقت ایک ربودگی کی حالت مستولی تھی۔ چونکہ یہ حالت ایک جذبہ محبت کا نتیجہ تھی۔ اس لئے یقین ہے کہ اس نے سب کو اسی طرح متأثر کیا ہو گا۔ اُمید ہے کہ احباب اس اخبار کو اور بھی درخشاں بنانے کے لئے متوجہ ہونگے۔ والسلام

خاکسار ڈاکٹر محمد رمضان خان انڈین سٹیشن ہسپتال لاہور چھاؤنی

(۳) بابو عبد الحمید صاحب لاہور نے چار اصحاب کے نام اپنی طرف سے تین تین ماہ کے لئے اخبار جاری کرایا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ دوسرے احباب بھی اگر توجہ فرماویں تو اخبار کی اشاعت بہت جلد بڑھ سکتی ہے۔

بیعت

شیخ اصغر علی صاحب ابن شیخ فضل الٰہی صاحب سکنہ امرتسر حال ملازم فارسٹ سکیشن شاہ جیونہ تحصیل و ضلع جھنگ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ان کی درخواست پر ان کا نام اخبار میں شائع کیا جاتا ہے۔

اعلان نکاح

۲۲ ستمبر ۱۹۲۴ء رحمت خان ولد سوخان صاحب کا نکاح حاکم بی بی دختر فتح الدین صاحب عشرہ چار سو روپیہ مہر پر الٰہی بخش شیخپور ضلع گجرات نے پڑھا۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
الفضل
یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۹ر دسمبر ۱۹۲۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

اساتذہ وطلباءِ مدرسہ احمدیہ کا سپاس نامہ

۲۸ر نومبر کی دوپہر کو اساتذہ وطلباء مدرسہ احمدیہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو معہ حضور کے رفقاء سفر اور دیگر معززین کے مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ میں پُر تکلف دعوت طعام دی گئی۔ چونکہ دعوت کے ختم ہونے پر نماز ظہر کا وقت ہو گیا تھا۔ اس لئے حضور نماز پڑھانے کے لئے تشریف لے آئے۔ اور پھر دوبارہ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں جہاں سائبان لگا کر اور جھنڈیوں و قطعات سے سجا کر جلسہ گاہ بنائی گئی تھی۔ تشریف لے گئے۔ اس جگہ بہت سے اصحاب جمع ہو گئے۔ حضور کے تشریف لے جانے پر تلاوت قرآن کریم اور اردو و عربی نظم خوانی کے بعد حسب ذیل ایڈریس عربی میں پڑھا گیا۔ (ایڈیٹر)

الخطاب فی خدمت الخلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

حضرتنا الامامُ المطاع احتفلنا لغرضٍ عظیم وهو معظم راحتنا وروح سرورنا الیوم ظفرنا باقصی بُغیتنا ومنتہی فرحنا لان حضرتہ المفخَّم المطاع المعظم قفل من سفرٍ بعید وبلادٍ شاسعۃٍ۔ بعد ما نال المرام ومن الفوز اعلی المقام جاء بالعزّ والاحترام الی مقام حبورہ ومحط سرورہ دار الامان بالعافیۃ والامان۔ وابان بسفرہ ھذا واختیارہ ایاہ علی حین کان اھل بیتہ احوج ما کانوا الیہ والی استنزال لطف نظرۃ وتطلب شفقتہ علیھم۔ کیف ینبغی لنا ان نخدم الدین وننفع الامۃ ونبلّغ الخلق امر اللہ واوضح لنا طریق المجاھدۃ علی توعر الطریق وصعوبۃ المسلک وقلۃ العِدّۃ ونقص العُدّۃ ففی ھذا الاحتفال نحن اساتذۃ وطلبۃ المدرسۃ الاحمدیۃ نقدِّمُ ھدیۃ التھنیۃ المبارکۃ وتحفۃ المسرۃ الی الامۃ عامۃً والی الوفد والی الحضرۃ العلیۃ خاصۃً

شاکرین علی مِنَنِکم السَّنیّۃ علی الامۃ و اھل الملّۃ البھیّۃ۔

یا امیر المؤمنین! فارقتنا علی ما نزی فی ثانی عشر من الشھر السابع الافرنجی من السنۃ الحاضرۃ وفی القلوب تواثبُ امرین متضادین فی رای العین فی احدھما من لوعۃ القلوب من حلول البین وفی الاخرۃ قرۃ العین۔ لما فیہ من ھدایۃ الاقوام باشاعۃ الاسلام۔ وایضا بھذا السفر تصدیق نبأ صفوۃ الانبیاء وخاتم الخلفاء علیھما الصلوٰۃ والسلام۔ وفیہ تصدیق رؤیا اراک اللہ ایاھا وکان اللہُ قدّرہ لھذا الزمان کما ورد فی حدیث خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ان المسیح ینزل شرقی دمشق عند المنارۃ البیضاءُ بفضل من الرحمٰن تجدیداً للملۃ والایمان۔ اذ دونا بہ ابتھاجاً واستفدنا من السرور انواعاً وازواجاً لانّ اللہ اتاح ذرائع۔ ووفّق الامام للنزول بدمشق فنزل بھا و بلّغ من اللہ ما اُوحی الی المسیح الموعود فکان نزولکم بھا طبقاً لحدیث النبیّ صلعم اخبر فیہ ان المسیح ینزل شرقی دمشق عند المنارۃ البیضاءِ وکذلک مضت سنۃُ اللہ کما انّ اللہ وعد رسول اللہ ان یعطیہ مفاتیح خزائن کسری وقیصر ففتح اللہ تلک الخزائن للخلیفۃ الثانی من خلفائہ۔

فکذلک ذھابکم الی اھل اوروبا وتبلیغ ما اُرسل بہ الرسول صلعم وما اُوحی الی المسیح الموعود ذھاب المسیح الموعود۔ وتصدیقٌ لما راٰہ انّی اُبلّغ الاسلام الی اھل اوروبا والقی علیھم الخطاب الفسیح فیما یتعلق بالملّۃ البیضاء (المحمدیۃ) ولاجلہ ھزّک اللہُ ورفقاءک ورغّبکم الی انتداب ما ندب الیھا اعضاءُ الاحتفال الملی

فی اوروبا فوفّقتم للسیر الیھا والقیتم علیھم خطابکم واُدّیتم ما سألوا جوابکم فنحمد اللہ الرحیم ونصلی علی رسولہ الکریم کما صلی المسیح الموعود وقال یا ربّ صلّ علی نبیک دائماً فی ھذہ الدنیا وبعث ثان۔

یا مولانا! نفرح فرحاً حیث ان اللہ اعطاک ولدین نجیبین فی ھذا السفر نرجوا اللہ ان یجعلھما کآباءھما ویورثھما ما ینفعان بہ الملۃ البیضاء فلھذا نقدم الیکم تحیۃ البرکۃ وھدیۃ التھنیۃ۔

297

سیّدنا! بُشری المسرۃ فی اواخر وھو ان اللہ نصب بیدک الشریفۃ لواء الاسلام فی مرکز التنصر ورفعہ بھمتک العالیۃ انک اسّسْتَ المسجد فی لندن واضأت المنارۃ البیضاء تستنیر بھا الاقوام الاوروبیۃ وتفجّرت منھا ینبوعاً تتشرّب بھا الاقوام المغربیۃ شرابا یُحیی القلوب ویُقرّبُھا الی ربھا واقمت ھنالک نائباً منک یھدی الی الاسلام ویوقظھم من المنام۔

سیّدنا! نفرح بمسرۃ اخری انّ اللہ رزقک قبولا اُھرِعَ الخلقُ الی استماع خطابک والاستلذاذ بسائغ شرابک۔ کما رفع خطابک فی قلوب اھل المغرب واعطاہ منزلۃً اعطاھا الخطاب لمسیح الموعود فی مرکز الفنجاب فکان لہ وقعٌ فی القلوب وعظمۃٌ فی الافئدۃ فنعم ما قیل کن حیثُ شئتَ یجلّہ النوّار۔ وارا وفیک مرادک المقدار۔

حضرتنا العلیۃ! نقدم الی المحب المکرم علی محمد ومعظمنا حضرت شیخ عبد الرحمٰن ھدیۃ الامتنان حیث انّھما ما نسیا حقوقنا والاحسان۔ فانھما لعزیز الا یذکّران الامام۔ فی الدعاء لنا من اللہ العلّام۔ وھل جزاء الاحسان الا الاحسان ونقدّمُ ایضا ھدیۃ البرکۃ الی جمیع اعضاء الوفد عامۃً والی حبیبین المکرمین المذکورین خاصۃً ان اللہ اوزعھم مرافقۃ الامام۔ وخدمۃ ملّۃ سید الامام۔

یا فاتح اوروبا! نفرح علی بخت اھل اوروبا انھم رزقوا حظ الھدایۃ حیثُ انکم وُفّقتم السفر الیھم والاھداء بھدیۃٍ نزل علی خاتم الانبیاءِ واھدی الی خاتم الخلفاء وانھم وُفّقوا ازدیادک

ونظرنا الی محیاک وبدت فیھم بذرا تظھر الشجارۃ فتمثر وتوتی اکلھا کل حین -

سیدنا! اخوا نرجوا من جنابکم ومن جمیع اعضاء الوفد ان تدعوا لنا ان نرزق برکات الخدمۃ الاسلامیۃ وتعلماً وعملاً یجلبان لنا رضی اللہ عز وجل وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

خادمکم

اساتذہ وطلبۃ المدرسۃ الاحمدیۃ

ترجمہ

سیدنا! آج ہمارا اجتماع ایک عظیم الشان امر کی وجہ سے ہے جس کا اظہار ہم عین ایمان خیال کرتے ہیں۔ آج ہمارے لئے بہت خوشی کا دن ہے۔ کیونکہ حضور اپنے دور و دراز سفر سے عظیم الشان فتوحات حاصل کرکے بخیریت دار الامان تشریف لائے ہیں اور حضور نے ہماری رہنمائی کے لئے اپنے افعال سے دکھلا دیا ہے۔ کہ تبلیغ کس طرح کرنی چاہیئے۔ اور باوجود رکاوٹوں کے کامیابی کا کیا طریقہ ہے۔ پس اس موقعہ پر ہم اساتذہ وطلباء مدرسہ احمدیہ تمام اصحاب کو عموماً اور حضور کو خصوصاً آپ کی واپسی اور کامیابی پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور تہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

سیدنا! جہاں تک ہم کو یاد ہے۔ حضور ۱۲ر جولائی ۱۹۲۴ء کو ہم سے جدا ہوئے تھے۔ آہ! آپ کی جدائی کا وقت عزیزوں پر کیسا شاق تھا اور فدائیوں کی آنکھیں حضور پر لگی ہوئی تھیں اور قلوب اجازت نہیں دیتے تھے۔ کہ حضور جدا ہوں۔ لیکن چونکہ حضور کا سفر خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا۔ اور اس سفر کے ساتھ اس پیشگوئی کا پورا ہونا مقدر تھا۔ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے کی گئی تھی۔ کہ ینزل المسیح عند المنارۃ البیضاء۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کردئے۔ کہ جن کی بناء پر آپ کا وہاں اُترنا لازمی امر تھا۔ کیونکہ آپ کا کام مسیح موعود کا ہی کام تھا۔ اور آپ کا منارہ بیضاء دمشقی کے پاس اُترنا گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی اترنا تھا۔ جیسے آنحضرتؐ نے رؤیاء میں دیکھا کہ آپ کو قیصر و کسریٰ کے خزائن دئے گئے۔ اور وہ رویاء حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر پوری ہوئی اسی طرح خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کی یہ پیشگوئی اس زمانہ میں بھی فضل عمر کے ہاتھ پر پوری کی۔ اور خدا تعالیٰ کے تصرف کے ماتحت آپ منارہ بیضا کے پاس ہی اتارے گئے۔ اور دوسرے خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود کی رؤیا کو (کہ میں مغرب میں تبلیغ کر رہا ہوں) پورا کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے حضور اور حضور کے رفقاء کے قلوب کو سفر انگلستان پر آمادہ کردیا۔

سیدنا! آپ کی جدائی کے وقت فدائیوں کے قلوب میں دو متضاد لہریں موجزن تھیں۔ ایک لہر تو صدمہ جدائی کے دلوں کو ہلا رہی تھی۔ اور دوسری خوشی کی لہر تھی۔ کیونکہ حضور کا یہ سفر بہت ہی خیر و برکات کا موجب تھا۔

سیدنا! ہم اس بات سے بھی نہایت خوش ہیں۔ کہ اس سفر میں خدا تعالیٰ نے آپ کو دو فرزندار جمند عطا کئے ہیں۔ اور ہم حضور کو اس بارے میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

سیدنا! ہم اس خوشی کے اظہار کرنے سے بھی نہیں رہ سکتے۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے مبارک ہاتھوں سے مرکز عیسائیت میں اسلام کا علم نصب کرایا۔ یعنی آپ نے مسجد لنڈن کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھوں سے رکھا۔ جس سے پانچ اوقات ان کو لا الہ الا اللہ کی ندا سنائی جایا کریگی۔

سیدنا! ہم اس خوشی کے اظہار کرنے پر بھی مجبور ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے مضمون کو مرکز برطانیہ میں وہی رُتبہ اور کامیابی عطا کی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مضمون کو مرکز پنجاب میں کامیابی اور غلبہ عطا فرمایا۔

ہمارے آقا! ہم اس موقعہ پر مکرم معظم جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری اور چودہری علی محمد صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ وقتاً فوقتاً ہمارے لئے حضور سے دعا کراتے رہے۔ اور نیز ان کو خصوصاً اور دیگر احباب کو عموماً مبارکباد دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو حضور کے ہمرکاب ہونے کا موقع عطا فرمایا۔ اور خدمت دین جیسی قابل قدر نعمت سے حصہ دیا۔

اے فاتح انگلستان! اہل برطانیہ کی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو امام وقت کے جانشین ثانی کی زیارت کرائی۔ اور اس کے ذریعہ سے ان ممالک میں راستی کا بیج بویا گیا۔ جو عنقریب نشو و نما پائیگا۔ اور اپنے ثمرات شیریں ظاہر کریگا۔

سیدنا! بالآخر ہم سب حضور سے التماس کرتے ہیں کہ حضور اور دیگر بزرگان ہمارے لئے دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ ہم کو بھی خدمات دین کی توفیق عنایت فرماوے۔ اور عالم باعمل بناوے۔ والسلام۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

یہ ایڈریس پڑھے جانے کے بعد حضور نے فرمایا:-

مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس ایڈریس کا جواب اُردو میں دوں۔ تاکہ سارے لوگ سمجھ سکیں۔ چونکہ میں نے کبھی عربی میں تقریر نہیں کی۔ گفتگو کرتا رہا ہوں۔ اس لئے میں خود بھی یہی بات پسند کرتا ہوں کہ کسی اور موقعہ پر عربی تقریر کروں۔ مگر اب تو ہیڈ ماسٹر صاحب نے عذر پیش کردیا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اسوقت میرا قلب اور طرف مصروف ہے۔ کیونکہ گھر میں ہسٹیریا کا سخت دورہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اس وقت نہ میں عربی میں تقریر کرسکتا ہوں نہ اُردو میں۔ اس لئے دعوت ایڈریس کے جواب میں جزاکم اللہ کہہ کر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

سانڈھن ضلع آگرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کی تشریف آوری

جس وقت حضور پُر نور ولایت کو تشریف لے جارہے تھے ہم حضور کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے بھرتپور گئے مگر ہمارے افسوس کی کوئی انتہا نہ رہی جبکہ ہم نے حضور کو اس گاڑی میں جوکہ پروگرام میں دی گئی تھی۔ نہ پایا۔ اور ہم بارنج و افسوس واپس آگئے۔

حضور کی ولایت سے واپسی پر ہم نے ایک درخواست علاوہ حضور کی خدمت میں بھیجی۔ کہ از راہ کرم حضور ہمارے گاؤں میں تشریف لاویں۔ حضور نے ازراہ لطف و کرم درخواست کو منظور فرمایا۔ اور ۲۲ر نومبر ۱۹۲۴ء کو ہمارے گاؤں میں رونق افروز ہوئے۔ اور یہاں پر جلسہ کیا گیا۔ حاضرین کی تعداد چھ سات سو کے قریب تھی۔ آگرہ۔ کھرکھ وائی۔ نوگاؤں صالح نگر وغیرہ سے اصحاب شامل جلسہ ہوئے۔ ایڈریس پیش کیا گیا۔ جس میں حضور کی مغربی ممالک میں کامیابی پر مبارکباد تھی۔ اور احمدی جماعت کے ان احسانات کا شکریہ تھا۔ جو اس نے ارتداد کے طوفان میں ہماری قوم پر کئے۔ اور مستقل مشن کی التجا کی گئی۔ حضور نے ہماری درخواست کو قبولیت کا شرف بخشا۔

ہم حضور اور ان تمام احباب کا جو حضور کے ہمراہ جلسہ پر تشریف لائے۔ شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اس بات کا افسوس کرتے ہیں کہ ہم ان معززین کی خاطر و خدمت نہیں کرسکے۔ ہم ان تمام سے معافی چاہتے ہیں۔ فقط والسلام

خاکسار سکندر خان۔ سکرٹری انجمن احمدیہ موضع سانڈھن ضلع آگرہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور

اساتذہ وطلباء ہائی سکول کا سپاسنامہ

۲۵ نومبر بعد نماز مغرب اساتذہ اور طلباء ہائی سکول نے بورڈنگ ہائی سکول کے ڈائننگ ہال میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو معہ رفقاء سفر و بہت سے دیگر احباب دعوت طعام دی۔ ہال نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ اور خاص کر حضرت خلیفۃ المسیح کے رونق افروز ہونے کے لئے جو جگہ بنائی گئی تھی۔ وہ نہایت ہی خوشنما اور دلفریب تھی مصنوعی گل بوٹے اور انگور کے خوشے اس چابکدستی سے بنائے گئے تھے۔ کہ قدرتی اور بناوٹی میں امتیاز کرنا مشکل تھا۔ یہ سب کام طلباء سکول نے خود کیا۔ جسے حضور نے بہت پسند فرمایا۔

کھانے کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کی گئی۔ اور پھر ماسٹر محمد علی صاحب اظہر کی نظم پڑھی گئی۔ اس کے بعد چار لڑکوں نے ملکر حضرت مسیح موعود کی نظم آمین کے آخری شعر پڑھے جنہیں سارا مجمع دوہراتا تھا۔ حتیٰ کہ خود حضرت خلیفۃ المسیح بھی شریک تھے۔ اس کے بعد جناب قاضی عبداللہ صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول نے ایڈریس پڑھا۔ اور پھر حضور نے تقریر فرمائی۔ ایڈریس حسب ذیل ہے

اے مخبر اس قرب تو معلوم شد دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

سیدنا و مولانا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدک اللہ بنصرہ العزیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کے سفر مغرب سے بخیر و عافیت اور مظفر و منصور واپس آنے پر ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اساتذہ وطلباء حضور کو اور ان احباب کو جو اس مبارک سفر میں حضور کے ہمرکاب تھے۔ صدق دل اور خلوص نیت سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

اے ہمارے امام عالی مقام۔ ہم غلام حضور کی ایسی طویل المدت اور دور دراز کی جدائی کے عادی نہ تھے۔ اس لئے ہمیں اس جدائی سے جو تکلیف محسوس ہوئی۔ وہ ہمارے دل جانتے ہیں یا وہ عالم الغیب ہستی جو دلوں کا حال جانتی ہے۔ ہماری زبانیں اور قلم اس کے اظہار سے قاصر ہیں۔ لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اس پروردگار کا جس نے ہماری کلفتوں کو دور کیا۔ اور حضور کو ایک فتح مند جرنیل کی صورت میں ہمارے درمیان واپس لایا۔

سیدنا۔ حضور کا سخت ترین مالی اور خانگی مشکلات اور مجبوریوں کے باوجود فرائض دین و ملت کو مقدم کر لینا اور موسمی خرابی کی وجہ سے متلاطم سمندر کی خطرناک حالت میں بھی ؎

در میں دریائے بے پایاں دریں طوفان موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجرے ہا و مرسا ھا

کہتے ہوئے حضور نے ان الصلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین کی ندا بلند کرتے ہوئے سفر مغرب کو اختیار کرنا ہمارے لئے ایک اسوہ حسنہ اور نہ بھولنے والا سبق ہے۔ حضور ان غلاموں کے واسطے بھی دعا فرما دیں۔ کہ وہ قاضی الحاجات حضور کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرما دے۔

اے حسن و احسان میں نظیر مسیح۔ اب تو حق الیقین کی طرح واضح ہو گیا۔ کہ حضرت سرور دنیا و خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث عند منارۃ البیضاء شرقی دمشق کا صحیح مصداق تو ہی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے او خلیفہ من خلفا کم کا ارشاد تیرے ہی حق میں فرمایا ہے۔ واقعی تیرے نور کی ضیاء باری نے سرزمین دمشق میں ایک حرکت پیدا کر دی ہے ہمارے دلوں سے دعا نکلتی ہے۔ کہ وہ احکم الحاکمین جلد سے جلد ان لوگوں کی حرکت کو دارالامان کی طرف منتقل کرے۔ اور ان کو تیرے حلقہ غلامی میں داخل فرمائے۔

اے مقدس امام۔ تیرے ان کاموں سے ہم پر بخوبی ظاہر ہو گیا۔ کہ تو ہی وہ رحمت کا نشان ہے۔ جو خدا تعالے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا اس نے تیرے سفر کو تیرے لئے مبارک کر دیا۔ قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوا۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملی۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔

اے نظیر مسیح۔ تو نے اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کیا۔ اے کلمۃ اللہ۔ تجھے مبارک ہو۔ کہ خدا کی رحمت و غیوری نے تجھے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے نیز تجھے سخت ذہین و فہیم بنایا ہے۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا ہے۔

اے حضرت مسیح موعود کے فرزند دلبند گرامی ارجمند تو کان اللہ نزل من السماء کا مصداق ہے۔ تیرا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوا ہے۔ تو وہ نور ہے جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے۔

یا امیر المومنین۔ حضور کا یہ فرمانا کہ ؎

ہم سفر سنبھلے ہوئے آنا کہ رستہ ہے خراب
پر قدم ڈھیلا نہ ہو! میں تیز رفتاروں میں ہوں
خود بلائی ہے مجھے اس نے سیئے عرفان خاص
معترض! نازاں ہوں میں اسیر کہ میخوار و نہیں ہوں

ہم پر اس حقیقت کو آشکارا کرتا ہے۔ کہ وہ حضور ہی کی ذات بابرکات ہے۔ جس کے حق میں خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائینگی۔ کیا ہی پیارا کلام ہے ؎

گر نہیں عرش معلّٰی سے یہ ٹکراتی تو پھر
سب جہاں میں گونجتی ہے کیوں صدائے قادیاں
مرے پیارے دوستو تم دم نہ لینا جب تلک
ساری دنیا میں نہ لہرائے لوائے قادیاں

ہاں اے خدا کے برگزیدہ امام۔ ہم حضور کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے جبین نیاز آستان عالی پر جھکاتے ہیں۔ حضور اس مجیب الدعوات کی بارگاہ عالی میں پرسوز اور رقت بھرے دل سے ان غلاموں کے لئے دعا فرماویں۔ کہ وہ ہماری اس ادنیٰ ترین قربانی کو نوازے اور ہمیں ایسے طور پر خدمت دین کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے گروہ میں داخل کر دے۔

اے مسیحی نفس۔ تیرے ورود انگلستان سے ان برکات کا ظہور شروع ہو گیا۔ جن کو کارکنان قضا و قدر نے تیرے ورود مسعود کے ساتھ وابستہ کر رکھا تھا۔ اور جو ساری دنیا کے لئے ایک رحمت کا نشان تھیں۔

حضور اقدس۔ حضور کا ویمبلے کی کانفرنس مذاہب میں لیکچر دیکر حضرت مسیح موعود کے کشف کو پورا کرنا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ حضور حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر اور مصلح موعود ہیں۔ چنانچہ حضور کے مسیحی انفاس کی بدولت وہ عیسائی اقوام جو اسلام کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتی تھیں۔ اب عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اور لوائے اسلام کے نیچے آنے کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ حضور کے ہی انفاس قدسیہ کی برکت سے المسیح الدجال مدعی الوہیت یعنی عیسائیت کا قلع قمع ہو گیا۔ اور حسب موعودہ الٰہی کے مطابق ولیم فاتح کے رنگ میں ساحل انگلستان پر حضور کا نزول اجلال ہوا۔

کیا ہی سہانا اور امید افزا وہ سماں تھا۔ جب حضور نے لنڈن میں مسجد کا سنگ بنیاد دست مبارک سے رکھا۔ سفراء دول کا اس تقریب میں شامل ہونا۔ اور اپنے عمدہ سے عمدہ خیالات کا اظہار بطور تفاؤل اس بات کی دلیل ہے کہ حضور نے ساری دنیا کو اپنا غلام بنا لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت نبی واقعہ میں ساری دنیا کے فاتح ہیں۔ مگر بروئے واقعات آیات قرآنی کا مفہوم حضور کی ذات ستودہ صفات میں ظہور پذیر ہوا۔

غرض خداوند تعالےٰ نے اپنے فضل اور رحم کے ساتھ حضور

کے مبارک وجود کے طفیل اسلام کے لئے ترقیات اور فتوحات کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اور ایک نیا دور شروع ہوا ہے۔ اس لئے ہم نہایت ادب سے پھر حضور کی خدمت فیض درجت میں اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکریہ ادا کرتے ہیں حضور کے عظیم الشان کامیابیوں کے ساتھ اور خیر وعافیت سے دارالامان میں وارد ہونے پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور حضور کے ان رفقاء سفر کا بھی بڑی خوشی اور مسرت کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں۔ جن کو حضور کی معیت میں ان نصرتوں اور فتوحات کے حصول کا خاص طور پر موقعہ ملا۔ اور ان سب کا فرداً فرداً تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اے ہمارے محترم اور مقدس امام ہم سب غلامان جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ساتھ وابستہ ہیں نہایت عجز وانکسار کے ساتھ حضور عالی میں عرض کرتے ہیں۔ کہ اس خصوصیت کی وجہ سے جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کو حاصل ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس سکول کا نام تعلیم الاسلام رکھنا اور خود حضور کا اولڈ بوائز تعلیم الاسلام میں سے ہونا تعلیم الاسلام ہائی سکول حضور کی خاص نظر الطاف وکرم کا محتاج اور مستحق ہے ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس نام کی برکت کے آثار ہمارے درمیان نمایاں طور پر ظاہر ہوں۔ اور ہم اسلامی تعلیم وتربیت کا صحیح نمونہ اور سچے خادم اسلام بنیں۔ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کی دعاؤں کے طفیل اکناف عالم میں احمدیت کی اشاعت کا ذریعہ بڑی حد تک تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ساتھ تعلق رکھنے والے وجود ہی ہوئے ہیں۔ مگر ہم ان نئے دور فتوحات میں بیش از بیش خدمت اسلام میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ اسلئے ہماری عاجزانہ التماس ہے۔ کہ حضور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اساتذہ اور طلباء کیلئے خاص خاص قبولیت کے وقتوں میں خاص طور پر دعا فرماتے رہیں کہ طلباء کی دینی اور اخلاقی اور روحانی تربیت ان اغراض کے ماتحت باحسن وجوہ ہو۔ اور اساتذہ کو ان اغراض کے پورا کرنے کی کماحقہ توفیق عطا ہو۔ اور آئندہ خدا تعالےٰ کی برکات اور رحمتوں کے نزول کے اوقات میں تعلیم الاسلام ہائی سکول السابقون الاوّلون کی صف میں ہی نظر آتا رہے۔ آمین

ہم ہیں حضور کی خاص دعاؤں کے محتاج

اساتذہ وطلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

اس وقت جو ایڈریس مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ساتھ تعلق رکھنے والے اساتذہ اور طلباء کی طرف سے پڑھا گیا ہے اس کے متعلق اپنی طرف سے اور ہمراہیان سفر کی طرف سے جزاکم اللہ احسن الجزاء کہتے ہوئے ان خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں جو اس سکول کے متعلق میرے دل میں ہیں۔

جیسا کہ اس ایڈریس میں اشارہ کیا گیا ہے۔ میں خود بھی

اس سکول کا طالب علم

ہوں۔ اس وجہ سے مجھے طبعی طور پر اس سکول کے ساتھ انس ہے۔ دنیا میں انس دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مذہبی اور دوسرے طبعی۔ مذہبی طور پر تو مجھے ہر اس کام سے انس ہے۔ جو سلسلہ احمدیہ سے متعلق ہے۔ اور ہر ایک اس صیغہ سے ہے جس کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں ہوا۔ اور ہر اس شخص کو ہونا چاہیئے اور ہے۔ جو جماعت احمدیہ میں داخل ہے۔ لیکن اس کے علاوہ ایک

طبعی تعلق

ہوتا ہے۔ جو طبعی وجوہ کی بنا پر ہوتا ہے۔ مثلاً چند طلباء جو اس سکول میں پڑھتے رہے ہیں۔ انہیں اس سکول کے ساتھ اس لیئے لگاؤ اور محبت نہیں ہوگی۔ کہ اسے حضرت مسیح موعود نے قائم کیا ہے۔ یا اس لئے کہ یہ جماعت احمدیہ کا مرکزی سکول ہے۔ اور نہ اس لیئے کہ اس کے ذریعہ اس امر کی کوشش کی جاتی ہے۔ کہ احمدیت کی اشاعت کرنے والے پیدا کئے جائیں۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس سکول کے بچوں میں

احمدیہ اخلاق

قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گو یہ بھی انہیں سکول سے انس ہوگا۔ کیونکہ کسی جگہ کچھ عرصہ رہنا۔ بیٹھنا اور سبق پڑھنا ایسی باتیں ہیں۔ کہ جن کا طبیعت پر خاص اثر ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے اس جگہ کو وہ محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ دیکھو

وطن کی محبت

کیا چیز ہے۔ وطن سے تعلق کی کوئی اخلاقی اور مذہبی وجہ نہیں ہے۔ مگر جب انسان اپنے ملک کو اپنے شہر کو۔ اپنے محلہ کو۔ یا اپنے گھر کو چھوڑتا ہے۔ تو اسے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ میں نے بارہا بتایا ہے۔ کہ ایک شخص جو سالہا سال ایک گھر میں رہتا ہے۔ اسے علم بھی نہیں ہوتا۔ کہ مجھے اس

گھر سے محبت

ہے۔ اور اگر کوئی اس سے پوچھے۔ کہ کیا تمہیں اس مکان سے محبت ہے۔ تو وہ کہے گا۔ اینٹوں اور پتھروں سے کیا محبت ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر دس پندرہ سال رہنے کے بعد اسے وہ مکان چھوڑنا پڑے۔ تو اس وقت معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا کیا حال ہے۔ اس وقت اس کی آنکھوں کی روشنی چہرہ کا رنگ ہاتھوں کی حرکت سب یہ ظاہر کرتی ہیں۔ کہ اس کا دل درد محسوس کر رہا ہے۔ اور وہی گھر جس کے متعلق وہ کہتا تھا۔ کہ اس کی اینٹوں اور لکڑیوں سے کیا محبت ہوسکتی ہے۔ اس کی ایک ایک اینٹ۔ ایک ایک لکڑی۔ ایک ایک دروازہ۔ اور دروازوں کی ایک ایک کنڈی۔ غرضیکہ اس مکان کی ہر ایک چھوٹی بڑی چیز مختلف جذبات اس کے اندر پیدا کر رہی ہوگی۔ اور اسے یوں محسوس ہوگا۔ کہ اس کے لئے ایک ہی راحت کا سامان تھا۔ اور وہ گھر تھا۔ جسے چھوڑ رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ

طبعی وابستگی

بھی بہت بڑا اثر رکھتی ہے۔ پس اس سکول سے مجھے جو تعلق ہے اور میں اس میں پڑھتا رہا ہوں۔ اس کی وجہ سے مجھے اس سے طبعی انس اور لگاؤ ہے۔ اس لئے یہ ایڈریس جو اس وقت دیا گیا ہے۔ اسے میں خاص طور پر اور خصوصیت کی نگاہوں سے دیکھتا ہوں۔ کیونکہ اس نے مجھے ان

ایام گذشتہ اور زمانہ سالف

کی یاد دلادی ہے۔ جب میں طالب علم کی حیثیت سے اس سکول میں آتا اور اس میں پڑھانے والے مدرسوں سے سبق حاصل کرتا تھا۔ بچپن کا زمانہ بھی عجیب زمانہ ہوتا ہے۔ اور اس کی کیفیات بھی عجیب ہوتی ہیں۔ بعض شاعروں نے تو نظموں کی نظمیں اس امر پر لکھ دی ہیں۔ کہ سب سے بہترین زمانہ بچپن کا زمانہ ہے۔ مگر میں اس سے متفق نہیں۔ کیونکہ بچپن کی خوشی جہالت کی خوشی ہوتی ہے۔ اور ایسی خوشی کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ البتہ میں یہ مانتا ہوں۔ کہ

راحت کی زندگی

وہی ہوتی ہے۔ اس وقت موجودہ اور وقتی ضروریات کے علاوہ کسی چیز کی قدر ومنزلت نگاہوں میں نہیں ہوتی۔ مجھے ہمیشہ

وہ واقعہ

خاص طور پر غمگین کر دیا کرتا اور قلب کے باریک در باریک جذبات کو ابھار دیا کرتا ہے۔ جو میں نے ایک دفعہ اخبار میں پڑھا۔ کہ ایک عورت رات کو مرگئی۔ وہ بیچاری اکیلی ہی تھی۔ اس کا خاوند پہلے ہی مرچکا تھا۔ اور اس کا کوئی اور رشتہ دار اس کے پاس نہ تھا۔ وہ اکیلی ہی اپنے گھر میں رہتی تھی۔ اور اس کا ایک چھوٹی عمر کا بچہ تھا۔ رات کو وہ بچہ کو لے کر سوئی۔ لیکن ایسا حادثہ ہوا۔ کہ رات کو ہی مرگئی۔ بچہ جب صبح کو اٹھا۔ اور ماں کو لیٹے ہوئے دیکھا۔ تو اس نے ماں کے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

اور کہا اٹھو ۔ لیکن جب ماں نے کوئی جواب نہ دیا ۔ تو اس نے سمجھا ماں مجھ سے ناراض ہے ۔ اس لئے جواب نہیں دیتی ۔ وہ بار بار اس کے منہ پر ہاتھ پھیرے اور کہے اٹھو ۔ اسی طرح وہ قریباً آدھ گھنٹہ یا دن گھنٹہ کرتا رہا ۔ کہ کوئی ہمسایہ کسی ضرورت کے لئے اس گھر میں آیا ۔ تو اس نے دیکھا ۔ کہ بچہ ماں سے کھیل رہا ہے ۔ اور ہنسی کر رہا ہے ۔ مگر وہ مری پڑی ہے ۔

دیکھو اس بچہ کی خوشی کیسی

دردناک خوشی

تھی ۔ ایک سمجھدار اور عقلمند انسان کے نزدیک یہ خوشی ہزار غم سے بھی بڑھ کر غمگین کرنے والی تھی ۔ مگر بچہ کے نزدیک ایسی ہی خوشی تھی ۔ جیسی ایک عقلمند کو حقیقی طور پر خوش کن بات سے ہوتی ہے کیا کوئی ہے ۔ جو بچہ کی اس خوشی پر رشک کرے ۔ ہر گز نہیں ۔ بلکہ ہر ایک سمجھدار انسان کو اس کے خیال سے درد پیدا ہوگا ۔ پس میں ان شاعروں سے متفق نہیں ہوں ۔ جو کہتے ہیں

بچپن کا زمانہ

حقیقی راحت اور حقیقی خوشی کا زمانہ ہے ۔ میرے نزدیک یہ زمانہ راحت کا زمانہ ہے ۔ مگر حقیقی راحت کا نہیں ۔ ہاں اس زمانہ کے اثرات ایسے پختہ ہوتے ہیں ۔ جو کبھی مٹ نہیں سکتے ۔ خواہ ان پر سو سال ہی گذر جائیں ۔ پھر بھی انسان انہیں شوق اور دلچسپی کی نگاہ سے دیکھتا ہے ۔ شوق کی نگاہ سے تو وہ ان کو دیکھتا ہے ۔ جو جہالت کی خوشیاں ہوتی ہیں ۔ اور دلچسپی کی نگاہ سے ان کو جو اس زمانہ میں بیج پھینکتا ہے ۔ اسی یا سو سالہ زندگی میں جب وہ ان اثرات کو دیکھتا ہے ۔ تو سمجھتا ہے ۔ کہ آج جو نتائج پیدا ہو رہے ہیں ۔ وہ اس بیج کا نتیجہ ہیں ۔ جو بچپن میں ڈالا گیا تھا ۔ اور درخت خواہ کتنا بلند و بالا ہو جائے ۔ اور کس قدر پھیل جائے ۔ مگر پھر بھی وہ بیج کی وابستگی کو اپنے سے جدا نہیں کر سکتا ۔ اسی طرح انسان خواہ کتنا بڑا ہو جائے ۔ اور خواہ کتنی ترقی کر جائے ۔ کتنا ہی بڑا عالم ہو جائے ۔ اس زمانہ کو نہیں بھول سکتا ۔ جو اس کی ترقیوں کے لئے بیج کا زمانہ ہوتا ہے ۔ کیونکہ اس کی

تمام ترقیوں کے راز

اسی میں پوشیدہ ہوتے ہیں ۔ تو طبعی اور قدرتی طور پر مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول سے وابستگی ہے اور ایسی وابستگی ہے جو کبھی قطع نہیں ہو سکتی ۔ بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں ۔ جو قلب پر بڑا اثر کرتی ہیں ۔ اور زمانہ بچپن کے چھوٹے چھوٹے نقطے ہوتے ہیں ۔ جو

آئندہ زندگی میں عظیم الشان تغیر

کرتے ہیں ۔ میں نے اسی سال "الفضل" میں ایک مضمون لکھا تھا جس میں

اپنی زندگی پر ریویو

کیا تھا ۔ اور بتایا تھا ۔ کہ کس طرح چھوٹی چھوٹی باتیں عظیم الشان تغیر پیدا کرنے کا باعث ہوئیں ۔ میں محسوس کرتا ہوں ۔ کہ بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں بعض احباب اور اساتذہ نے زمانہ بچپن میں مجھ سے کہیں مگر انہوں نے میری آئندہ زندگی پر ایسا گہرا اثر ڈالا ۔ جو کبھی مٹ نہیں سکتا اور بعض باتوں کا تو مجھے اس وقت تک بعینہ وہ نظارہ یاد ہے ۔ جو ان باتوں کے وقت تھا ۔ ایک استاد جو اب فوت ہو چکے ہیں ۔ اور جن سے بہت ہی تھوڑا عرصہ میں نے پڑھا شاید ایک ہفتہ یا ایک آدھ دن کم یا زیادہ ۔ مگر مجھے وہ کمرہ نہیں بھولتا ۔ جس میں کھڑے ہو کر اور وہ لڑکے نہیں بھولتے جو ارد گرد کھڑے تھے ۔ وہ نقشہ نہیں بھولتا ۔ جو دیوار اور کا تھا ۔ وہ جگہ نہیں بھولتی جہاں میں کھڑا تھا ۔ اس وقت انہوں نے مجھے ایک چھوٹی سی بات بتائی تھی جو آج تک مع اس لمحہ کے سارے نظارہ کے جب مجھے بتائی گئی نہیں بھولی ۔ اور اس کا مجھ پر ایسا اثر ہوا ۔ کہ میں نے اسے اپنا شعار بنا لیا ۔ اب بھی وہ کمرہ ۔ وہ شعور ۔ وہ کیفیات بلکہ احوال ظاہری کے ساتھ میری نظروں کے سامنے ہے ۔ وہ وہی کمرہ ہے ۔ جو ایک شیر فروش کی دوکان کے سامنے ہے ۔ اور اب اس میں مدرسہ زنانہ ہے اسی طرح اور بہت سے نظارے ہیں ۔ جو مجھے یاد ہیں ۔ پس چونکہ اس سکول کے ساتھ مجھے خاص وابستگی ہے ۔ اسلئے خصوصیت کے ساتھ میں اس ایڈریس پر اپنے

خیالات میں ہیجان

اور لذت اور سرور محسوس کرتا ہوں ۔ اور اسی احساس شعور ۔ دلچسپی اور وابستگی کے ساتھ جو مجھے اس سکول سے ہے ۔ اس سکول کے طلباء کو نصیحت کرتا ہوں ۔ کہ در حقیقت

انسانی زندگی کے دو پہلو

ہیں ۔ جب تک ان دونوں کو مد نظر نہ رکھا جائے ۔ کوئی کامیابی نہیں حاصل ہو سکتی ۔ ان میں سے ایک پہلو تو اس امر پر دلالت کرتا ہے ۔ کہ اس سے زیادہ وقعت کوئی نہیں ۔ جو انسان کی زندگی جب تک ان دونوں پہلوؤں کو مد نظر نہ رکھا جائے ۔ کہ انسان کی زندگی ایسی حقیقت ہے جیسی اور کوئی حقیقت نہیں ۔ اور دوسرے یہ کہ انسانی زندگی ایک گذر جانے والے افسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ۔ اس وقت تک کوئی شخص کامیاب نہیں ہو سکتا ۔

دنیا میں یہ خوشی ہر گز خوشی کہلانے کی مستحق نہیں ہے ۔ کہ انسان دوسرے کی کامیابی پر مبارکباد کہے ۔ یا دوسرے کی ناکامی پر افسوس کرے ۔

خوشی کیا ہے

یہ کہ جو ہم چاہتے ہیں ۔ وہ حاصل ہو گیا ۔ اور

رنج کیا ہے

یہ کہ جو ہم نہیں چاہتے تھے ۔ وہ ہو گیا ۔ تو خوشی کے معنے یہ ہوئے کہ ہمارے مقصد اور مدعا کے مطابق کوئی امر ہو ۔ اور رنج مقصد کے خلاف ہونے کا نام ہے ۔ جب یہ بات ہے ۔ تو کیا کوئی اس بات پر خوش ہو سکتا ہے ۔ کہ دوسرے نے اس مقصد کو پورا کیا ۔ اور وہ محروم رہا ۔ یا اس امر پر افسوس کر سکتا ہے ۔ کہ دوسرے کے مقصد کے خلاف جو بات تھی ۔ وہ ہو گئی ۔ حقیقی خوشی خود مقصد کو حاصل کرنے اور حقیقی رنج اس مقصد سے محروم رہنے کا نام ہے ۔ پس ہر ایک انسان کا یہ فرض ہے ۔ کہ وہ خود اپنے اصل مقصد کو حاصل کرے ۔ اور جو باتیں اس کے مقصد کے خلاف ہوں ۔ ان کو دور کرے ۔ جو ایڈریس اس وقت دیا گیا ہے ۔ اس کے اندر وہ حقیقت مخفی ہے ۔ جسے پیش کرنے والوں نے اپنی زبانوں اور لفظوں اور طریق سے بھی ظاہر کیا ہے ۔ یعنی الفاظ کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ واضح طور پر جو دعوت اس وقت دی گئی ہے ۔ یا جو زیب و زینت کے سامان اس وقت اس کمرہ میں مہیا کئے گئے ہیں ۔ ان سامانوں کی زیب و زینت ۔ دعوت طعام اور اظہار خیالات یہ سب باتیں ظاہر کر رہی ہیں ۔ کہ جن کی طرف سے یہ سب کچھ کیا گیا ہے ۔ ان کا مدعا اور مقصد بھی یہی ہے کہ وہ

اسلام کو دنیا میں پھیلائیں

اور اسلام کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں ۔ اگر یہی مقصد ہے ۔ اور عقل کہتی ہے ۔ کہ یہی ہے ۔ تو اس وقت تک حقیقی خوشی نہیں پیدا ہو سکتی ۔ اور نہ ہونی چاہیئے ۔ جب تک اس مقصد کو حاصل نہ کریں ۔ دوسروں کو اس مقصد کی تکمیل کرتے دیکھنا ۔ دیکھنے والے کے لئے حقیقی خوشی نہیں ہو سکتی ۔ بلکہ اگر ان میں حس ہو ۔ تو ان میں اور زیادہ احساس پیدا ہو جائے گا ۔ ایک پیاسا اگر کسی کو پانی پیتا دیکھے تو اس کی پیاس بجھ نہیں جائیگی ۔ بلکہ اور تیز ہوگی ۔ پس اگر یہ ایڈریس جو اس وقت پیش کیا گیا ہے ۔ اپنے مطالبات کے لحاظ سے صحیح ہے اور جو اظہار خوشی کی گئی ہے ۔ حقیقی ہے ۔ تو اس سکول کے ہر مدرس اور ہر طالب علم یا ہر اس شخص کا جو کسی نہ کسی طرح اس کے ساتھ وابستہ ہے ۔ فرض ہے ۔ کہ اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کرے ۔ سکول کے طالب علم سکول کو چھوڑ کر انگلستان یا امریکہ میں تبلیغ کے لئے نہیں جا سکتے ۔ اور وہ تبلیغ بھی ایسی نہیں کر سکتے ۔ جو موثر ہو ۔ لیکن ایک چیز ہے ۔ جو

خاص طالب علموں سے تعلق

رکھتی ہے ۔ اور اس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے ۔ یعنی یہ کہ وہ اپنی زندگی کے متعلق سمجھیں ۔ کہ اس کی بنا پر ہم نے آئندہ کام کرنا ہے ۔ اور اس وقت جو کچھ کرینگے ۔ وہ آئندہ زندگی کے لئے بیج ہوگا ۔ اگر بیج میں سبزی پیدا کرنے تنومند درخت بننے اور سایہ دار درخت ہونے کی طاقت نہیں ۔ تو کوئی پانی اور کوئی کوشش اس میں یہ باتیں نہیں پیدا کر سکتی ۔ اسی طرح جس میں بچپن کے زمانہ سے دین کی خدمت کا بیج اور مادہ نہ ہو ۔ وہ بڑا ہو کر دین کی خاص خدمت نہیں

299

اور کوئی کوشش اس سے دینی کام کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہاں

نئی پیدائش

اس سے کرا سکتی ہے۔ مگر وہ اس دنیا میں نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ وہ اگلے زمانہ میں قبر۔ برزخ۔ حشر۔ اور دوزخ کے گذرنے کے بعد ہوتی ہے۔ وہ بہت دور کی دنیا ہے۔ اور خدا تعالےٰ جس کے نزدیک عرصہ اور مدت کی کوئی ہستی ہی نہیں۔ وہ اسے خلود اور ابد الآباد کہتا ہے۔ وہاں نئی پیدائش ہوگی۔ مگر اس دنیا میں نہیں ہوگی۔ یہاں وہی کوشش کام آئیگی۔ جو بچپن میں کی گئی ہے۔ اور جس طرح جسمانی بناوٹ پیدائش کے بعد بدل نہیں سکتی۔ بلکہ جو ماں کے پیٹ میں ہو گیا۔ وہ ہو گیا۔ اسی طرح بچپن کی پیدائش بڑے ہو کر بدل نہیں سکتی۔ جو ہو گیا سو ہو گیا۔ پالش کسی چیز کو بدل دیتا ہے۔ مگر اصل کو نہیں بدل سکتا۔ اسی طرح صابن میل کو تو دور کر سکتا ہے۔ مگر ایک حبشی کو گورا نہیں بنا سکتا۔ یہی حال تربیت بچپن میں انسان کی ہوتی ہے۔ وہ ایسا بیج ہوتا ہے۔ کہ اگر اس میں ترقی کی قابلیت نہ ہو۔ تو انسان کوئی عظیم الشان تغیر نہیں پیدا کر سکتا یہ ایک باریک بات ہے۔ اور اس کا اظہار مفید نہیں کیونکہ طلباء اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور بعض دوسرے لوگ بھی نہیں سمجھ سکتے کہ بیج کا اندازہ کس طرح لگایا جا سکتا ہے۔ اور یہ نہایت باریک مسئلہ ہے۔ کہ کس طرح بچپن کے بیج کو بیج کیا جاتا ہے۔ اس لئے میں اسے بیان نہیں کروں گا۔ مگر یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ جو شعور بچپن کے زمانہ میں انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اسی کے ماتحت وہ زندگی بسر کرتا ہے۔ اور اگر ہمارے طالب علموں کو دین کا شعور ہو۔ تو ایسی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرینگے جس کی ایک مسلمان سے توقع ہو سکتی ہے۔ پس میں سکول کے استادوں اور تعلق رکھنے والوں سے مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ اگر ان کے یہ خیالات سطحی نہیں۔ بلکہ حقیقی ہیں۔ عارضی نہیں۔ بلکہ مستقل ہیں۔ عام رَو کے ماتحت نہیں۔ بلکہ دلی ہیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ طالب علموں کی زندگیوں کو اس طرح بنائیں۔ کہ وہ بڑے ہو کر ایسے سایہ دار درخت بن سکیں۔ جن کے سایہ کے نیچے حقیقت کے پانے والے آرام کر سکیں۔

میں نے بتایا ہے۔ کہ زندگی کے دو بہت بڑے مقصد ہیں جو انسان کو مد نظر رکھنے چاہئیں۔ ایک یہ کہ اس زندگی سے بڑھکر اور حقیقت نہیں ہے۔ اور دوسرے یہ کہ یہ زندگی وہم سے زیادہ نہیں ہے۔ نہ کہ بعض لوگوں کو یہ بات سمجھ نہ آئی ہو۔ میرا مطلب اس سے یہ ہے۔ کہ انسانی کامیابیوں کے لئے جس قدر

انسان کی اپنی ذات

تعلق رکھنے والی ہے۔ اور کوئی چیز نہیں۔ حتیٰ کہ خدا تعالےٰ کی رحمتیں اور برکتیں بھی اسی وقت ظاہر ہوتی ہیں۔ جب انسان کے اندر ان کے لئے تڑپ خواہش۔ محبت۔ جذب اور درد پیدا ہو۔ پس اللہ تعالےٰ جو رحمٰن۔ رحیم۔ مجید اور محسن ہے اس کے فیوض بھی نازل ہونے بند ہو جاتے ہیں۔ اگر انسان ان کے لئے کوشش نہ کرے۔ اور وہ چہرہ جو چاہتا ہے۔ کہ لوگ اسے دیکھیں۔ وہ نور جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ چمکے اور لوگوں کو منور کرے۔ وہ بھی نازل نہیں ہوتا۔ جب تک انسان اس کے لئے کوشش نہ کرے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ انسان کے لئے سب سے بڑی حقیقت اس کی اپنی ذات ہے۔ اگر اس میں رَو جذب۔ اور کشش نہیں۔ تو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھی کوئی برکت اس پر نازل نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ انسانی زندگی سے زیادہ وہمی اور بے حقیقت اور کوئی چیز نہیں۔ انسان کے جذبات اور تفکرات محض وہم ہوتے ہیں۔ جو پیش آمدہ حالات کے ماتحت بدلتے رہتے ہیں۔ میں نے رستہ میں ہی اس امر پر خطبہ پڑھا تھا۔ اور کہا تھا۔ دیکھو ایک وقت انسان سمجھتا ہے۔ کہ اگر میں نے یہ بات نہ کی۔ یا فلاں بات کا بدلہ نہ لیا۔ تو میں زندہ ہی نہیں رہ سکتا۔ اس کے دوست اور رشتہ دار آتے ہیں۔ اور اسے سمجھاتے ہیں۔ مگر وہ نہیں مانتا پھر وہ وقت گذر جاتا ہے۔ اور جس بات کو وہ زندگی سمجھتا تھا۔ بھول جاتی ہے اور بسا اوقات وہ خیال کرتا ہے۔ کہ اگر میں معاف کر دیتا۔ تو کیا اچھا ہوتا۔ اس وقت وہ ندامت۔ غم اور رنج محسوس کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جب انسان کسی بات کو حقیقت سمجھ رہا ہوتا ہے۔ وہ اصل میں حقیقت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگر حقیقت ہوتی۔ تو نہ بدلتی۔ بات یہ ہے۔ کہ جوشوں سے ایک بات پیدا ہو جاتی ہے۔ جسے حقیقت سمجھ لیا جاتا ہے۔ جس انسان کی زندگی محض وقتی جوشوں اور وقتی خیالات کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور اکثر اوقات حقیقت سے دور ہوتی ہے۔ الا ما شاء اللہ۔ سوا اس کے کہ انسان اس ہستی کے ماتحت ہو جاوے جو کسی قسم کے انکار و حوادث کے ماتحت نہیں ہے۔ نہ موجودہ سے متاثر ہوتی ہے۔ نہ ماضی کا اس پر اثر پڑتا ہے۔ نہ آئندہ کا۔ جب انسان اپنے آپ کو اس کا عکس بنا لیتا ہے۔ تب

حقیقی زندگی

حاصل ہوتی ہے۔ اور پھر ایسے لوگوں میں نہ قوت فاعلی رہتی ہے۔ نہ انفعالی۔ جیسی کہ دوسرے لوگوں میں ہوتی ہے۔ اسلئے وہ ہر چیز کو اس کی قدر کے مطابق دیکھتے ہیں۔ مگر یہ ان کی زندگی کی خوبی نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ بات انہیں اس وقت حاصل ہوتی ہے۔ جب وہ کہتے ہیں۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ پس سب سے ضروری بات جو انسان کے لئے ہے وہ یہ ہے کہ وہ سمجھے۔ اس کے

ہر ایک فعل کا نتیجہ

نکلے گا۔ اور کوئی فعل ضائع نہ ہوگا۔ پھر یہ بھی۔ کہ وہ وقتی حالات اور اثرات کے ماتحت جہالت کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ اس لئے اسے ایسے ہادی اور راہنما کی ضرورت ہے۔ جو ان جذبات اور افکار سے اسے آزاد کرائے ان دو باتوں کے سمجھنے سے انسان اپنے مقصد کو پا لیتا اور کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں حقیقتیں طالب علموں کو اور دوسرے لوگوں کو مد نظر رکھنی چاہئیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے۔ تو ان کی زندگیاں موجودہ زمانہ کے تاثرات کا نقشہ نہ ہونگی۔ بلکہ ایسی حقیقی زندگیاں ہونگی۔ جو دوسروں پر بھی اپنا اثر ڈالیں گی۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ ایڈریس میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان کے لئے مجھے کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ اپنا مطلب آپ ادا کر رہے ہیں۔ وہ سچے ہیں۔ کیونکہ وہ سچے مونہوں سے نکلے ہیں۔ اور وہ پرانے ہیں۔ کیونکہ کئی بار روشنی میں آچکے ہیں۔ اس لئے میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتا۔ مگر ان خیالات پر جو روح پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق جہاں تک صحت نے مجھے اجازت دی۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ کہہ چکا ہوں۔ اور اب

دعا

کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ باتیں جو بیان کی گئی ہیں صحیح ہیں تو خدا تعالےٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ اور اگر غلط ہوں۔ تو ان کی اصلاح کی توفیق دے۔

نئی کتابیں

برگزیدہ رسول یہ ایک ۵۰ صفحہ کا رسالہ ہے۔ جس میں آریوں کے ٹریکٹ رنگیلا رسول۔ وچتر جیون۔ اسلام کی اندرونی تصویر وغیرہ کے ان اعتراضات کے جواب جو ان میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک اور مطہر زندگی پر کئے گئے ہیں معقول طور پر دیئے گئے ہیں۔ اور لطف یہ کہ تمام جواب غیر مسلموں کے ہی اقوال سے دیئے گئے ہیں۔ کتاب خوبصورت لکھائی چھپائی کے ساتھ اعلیٰ کاغذ پر شائع ہوئی ہے۔ قیمت ۵ر آنے۔

کلید قرآن و لغات القرآن اس نام کی پاکٹ سائز کتاب منشی فخر الدین صاحب مہتمم احمدیہ کتاب گھر نے شائع کی ہے جس میں آیات قرآنی کی تلاش اور قرآن کریم کے مشکل الفاظ کو نہایت آسان کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں صرف و نحو کے ضروری قواعد کا خلاصہ بھی دیا گیا ہے۔ کتاب بہت مفید ہے۔ قیمت مجلد ۱۲ہے۔ احباب منگا کر فائدہ اٹھائیں۔ یہ دونوں کتابیں کتاب گھر قادیان سے مل سکتی ہیں۔

بیضاوی سات سیپارہ کا ترجمہ۔ عمدہ کاغذ پر خوشخط لکھائی چھپائی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(باہتمام محمد عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)